مولانا شاہ محمد تفضّل علی صاحب

دور حاضر میں اغذیہ وادویہ کی حلت وحرمت سے متعلق چند اصولی باتیں

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے معاون مفتی جناب مولانا شاہ محمد تفضّل علی صاحب زید مجدہم نے حرام وحلال غذا اور دوا سے متعلق اصولی باتوں پر مشتمل ایک اجمالی خاکہ منسٹری آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی حکومتِ پاکستان کے شعبہ "حلال سیکٹر ڈیولپمنٹ" اسلام آباد کی جانب سے ۲۷/اور ۲۸/اپریل ۲۰۱۵ء کو منعقدہ کانفرنس میں شرکت کے موقع پر تیار کیا تھا جو قارئین کے استفادے کے لئے شامل اشاعت ہے۔مقالہ موجودہ دور کے ایک اہم فقہی موضوع کی تحقیق پر مشتمل ہے۔اگر دوسرے اہل علم اس موضوع پر مزید تحقیق اور اظہار خیال فرمانا چاہیں تو ان کے لئے البلاغ کے صفحات حاضر ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ادارہ)

اس وقت دنیا نے جہاں زندگی کے بہت سے دیگر شعبوں میں بے پناہ ترقی کی ہے وہاں غذا اور دوا کے شعبوں میں بھی بے انتہاء اور نت نئی ترقی کی ہے۔جس سے شرعی اعتبار سے حلال وحرام کے مسائل میں بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں،اور یہ پیچیدگیاں کسی ایک نوعیت کی نہیں ہیں ، بلکہ مختلف نوعیّتوں کی ہیں۔مثلاً بعض کا تعلق خالصۃً سائنسی تحقیق سے ہے،جبکہ بعض کا تعلق خالصۃً شرعی تحقیق اور قرآن وحدیث کی رو سے اس کا جائزہ لینے سے ہے۔ پھر سائنس سے تعلق رکھنے والی تحقیق بھی سائنس کے کسی ایک شعبہ سے متعلق نہیں بلکہ سائنس کے مختلف شعبوں سے اس کا تعلق ہے؛ کیونکہ ہماری غذا اور دوا دونوں کا تعلق جاندار اشیاء(Living things) سے بھی ہے اور بے جان اشیاء (Non Living Things)سے بھی ہے۔پھر جاندار اشیاء میں حیوانات(Animals) بھی ہیں، نباتات

(Plants) بھی ہیں۔جبکہ بے جان اشیاء میں پتھر(Stone)،مٹی (Sand) اورشرعی نقطہ نگاہ سے،بال(Hair)،ہڈیاں(Bones)اوردودھ (Milk) بھی بے جان چیزوں میں شامل ہیں۔لہٰذا موجودہ دور میں غذائی اشیاءاورادویات کے حلال یاحرام ہونے کے بارے میں صحیح اورمبنی برحقیقت تحقیق وتجزیہ کے لئے جہاں ایسے ماہرعلماء کرام کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت ہے جونہ صرف قرآن وحدیث اورفقہی دلائل پرعبور ومہارت رکھتے ہیں بلکہ حلال اورحرام انڈسٹری اور معیارات کو سمجھتے ہوں،ملکی اور عالمی ضروریات کو پورا کرنے کے اہل ہوں، وہاں سائنس کے مختلف شعبوں مثلاً (physics,chemistry,Pharmacology,biology(botany/zoology) سے رجوع کرنا اوراس میدان کے ماہرین کی خدمات حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ورنہ اس کے بغیر دورِ حاضر کی بہت سی غذائی اشیاءاورادویات کے حرام یاحلال ہونے کے متعلق شرعی نقطۂ نظرتک کماحقہ رسائی نہ صرف یہ کہ انتہائی مشکل ہے بلکہ بعض صورتوں میں بظاہرناممکن بھی ہے۔

الغرض آج کی دنیا میں انسانی غذا ودوا مختلف قسم کے حیوانات ،نباتات اورجمادات سے حاصل ہوتی ہے ،پھرحیوانات میں حلال جانوربھی ہیں اورحرام جانوربھی ،پھرحلال جانوربعض اوقات مذبوحہ ہوتا ہے(یعنی شرعی طریقے کے مطابق ذبح کیا ہوا ہوتا ہے) اوربعض اوقات غیر مذبوحہ (یعنی مرداریاغیرشرعی طریقے سے ذبح کیا ہوا ہوتا ہے) پھرحلال مذبوحہ جانورکی بھی بعض چیزیں شرعی نقطۂ نگاہ سے حرام ہیں ،جبکہ وہ بھی بعض غذاودوامیں استعمال ہوتی ہیں نیزنباتات میں بھی بعض مضرہیں یعنی انسانی جسم وجان کے لئے نقصان دہ ہیں ،بعض غیرنقصان دہ ہیں ۔پھرغذاودوا کا ایک بہت بڑاذریعہ(Source)جمادات اوربے جان چیزیں بھی ہیں۔مثلاً پتھر،مٹی ،جانوروں کے بال اور ہڈیاں وغیرہ۔

جہاں تک نباتات اور جمادات سے بننے والی چیزوں کا معاملہ ہے وہ تواصولی طورپرآسان ہے؛ کیونکہ نباتات اور جمادات یاان سے بننے والی اشیاء اگرمضرِصحت نہ ہوں اورنہ ہی نشہ آورہوں تو وہ پاک اورحلال ہیں۔مثلاً :

(الف)اسٹویا:(Stevia)

یہ ایک خاص پودا(Plant) کا نام ہےاوراسٹویا مٹھاس پیدا کرنے والی اس چیزکوبھی کہتے ہیں

جواسٹویا پلانٹ کے پتوں سے کشید کی جاتی ہے۔یعنی اسٹویاایک مٹھاس پیدا کرنے والا(Sweetner) مادہ ہے، جوکھانے پینے کی بہت سی چیزوں میں مٹھاس پیدا کرنے کی غرض سے چینی کے متبادل کے طور پرڈالا جاتا ہے اور یہ چینی کے مقابلہ میں چیزوں میں زیادہ مٹھاس پیدا کرتا ہے،جس کی وجہ سے اس کی معمولی مقدار سے مٹھاس حاصل کر کے شوگر کی بڑی مقدار استعمال کرنے سے آدمی بچ سکتا ہے۔لہٰذا اسٹویا کے بارے میں اصولی حکم یہ ہے کہ اگر یہ سوئٹنر (Sweetner)اسٹویا کے پتوں سے یا دیگر نباتات سے حاصل ہواوراس میں کوئی حرام یاناپاک چیز الگ سے شامل نہ کی گئی ہو(مثلاً حیوانی چربی (Animal fat)یا اشربہ اربعہ کی شراب(Alcohol) وغیرہ تو کھانے پینے کی چیزوں میں یاادویات وغیرہ میں اسے ڈالنا جائز ہے بشرطیکہ طبی لحاظ سے مضرِ صحت نہ ہو۔

(ب Flavourings)یعنی ذائقہ پیدا کرنے والی چیزیں:

دورِ حاضر میں مختلف غذائی اشیاء کوخوشذائقہ یا ذائقہ دار(Flavorous)بنانے کے لئے جوذائقہ پیدا کرنے والی چیزیں(Flavourings) ڈالی جاتی ہیں وہ عموماً مختلف پھلوں یانباتات سے کشید شدہ ہیں(مثلاًMango Flavour ,Banana Flavour,Pista Flavour، Pineapple lavor,OrangeFlavour, وغیرہ)۔لہٰذا پھلوں یا نباتات سے کشید شدہ فلیور کے بارے میں اگرکسی قوی وجہ سے ان میں کوئی حرام یاناپاک چیز شامل ہونے کا یقین یاظن غالب نہ ہو یا کسی قوی وجہ سے کسی کھانے پینے کی چیز میں کوئی ناپاک یا حرام فلیور(Flavour) ڈالے جانے کا شبہ پیدا نہ ہوتوان اشیاء میں محض الگ سے کسی ذائقہ(Flavour)پر مشتمل چیز ڈالنے کی وجہ سے بلاوجہ شبہ میں پڑنے اور اُن اشیاء کے متعلق تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔تاہم چونکہ بعض اوقات بعض Flavour کوکشید کرنے کے لئے الکوحل بھی استعمال ہوتا ہے،مثلاً Vanilla Flavour کھانے پینے کی اشیاء میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے،اس Flavour کو Vanilla کی ڈوڈوں (پھلیوں) سے کشید کیا جاتا ہے۔ونیلا(Vanilla)درحقیقت حاری خطوں میں پائے جانے والا ایک پودا ہے جس میں لگنے والے ڈوڈوں اور بیجوں سے خوشبودار عرق نکالا جاتا ہے۔پھر یہ عرق کھانامہکانے، دوا اور عطریات میں خوشبو پیدا کرنے وغیرہ غرض سے ڈالا جاتا ہے۔اس لئے فی نفسہ اس فلیور کا استعمال بھی

جائز ہے اور جس چیز میں ونیلا فلیور ڈالا گیا اس کا کھانا پینا بھی جائز ہے؛ کیونکہ اسکا تعلق بھی نباتات سے ہے۔ لیکن اسکے بارے میں بعض لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ اس Flavour کو کثیر مقدار میں کشید کرنے کی غرض سے بعض اوقات اس میں الکحل کو استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ الکحل میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ان ڈوڈوں (پھلیوں) سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں Vanilla Flavour کشید کرتا ہے۔ اس لئے اس فلیور یا کسی بھی Flavour کے بارے میں اگر یقین یا ظنِ غالب سے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو کشید کرنے میں الکوحل بھی ڈالا گیا ہے تو پھر یہ تحقیق کی جائے کہ جو الکوحل استعمال ہوا ہے وہ اگر اشربہ اربعہ (یعنی انگور کی کچی شراب، انگور کی پکی شراب، کشمش کی شراب اور کھجور کی شراب) میں سے کسی سے حاصل کیا گیا ہو اور دورانِ پراسس استحالہ بھی نہ ہوا تو اسکا استعمال ناجائز ہے یعنی اس صورت میں جن اشیاء میں اس قسم کا Flavour ڈالا گیا ہو ان اشیاء کا کھانا، پینا جائز نہیں ہے۔

اور اگر Flavour کو کشید کرنے کے لئے جو الکوحل استعمال ہوا ہے، وہ اشربہ اربعہ سے حاصل نہ کیا گیا ہو بلکہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہو اور اس Flavour میں الکوحل کا استعمال حفاظت اور دیر تک محفوظ رکھنے کی ضرورت کی وجہ سے ہو، خود الکوحل کا پینا پلانا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں چونکہ اس Flavour میں الکوحل ، بطور جزءِ غیر مقصود کے ہے، اور اس کے علاوہ اس غرض سے تیار شدہ اشیاء میں ڈالے گئے الکوحل کی مقدار بھی انتہائی کم ہونے کی وجہ سے نشہ کی حد تک نہیں پہنچتی اس لئے اس صورت میں جن اشیاء میں یہ Flavour استعمال ہوا ہو، حضرات شیخین (حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف) رحمہما اللہ کے قول کے مطابق بوقتِ ضرورت اور ابتلاء عام کی صورت میں ان کے کھانے، پینے کی گنجائش ہوگی بشرطیکہ الکوحل کی مقدار نشہ کی حد تک نہ پہنچے۔ (الکوحل کے بارے میں مزید تفصیل آگے آرہی ہے)۔

بہر حال نباتات اور جمادات سے تیار اشیاء کا معاملہ آسان ہے، لیکن حیوانات سے تیار اشیاء یا جن اشیاء کی تیاری میں حیوانات کے مختلف اجزاء ڈالے جاتے ہیں ان کا معاملہ بہت پیچیدہ ہے، نیز دورِ حاضر میں ایسی چیزوں کی حلت وحرمت میں بعض دوسری پیچیدگیاں بھی پیدا ہوگئی ہیں، اس لئے بندہ یہاں اختصار کے ساتھ چند ایسی چیزوں کی نشاندہی کرتا ہے جو غذا اور دوا وغیرہ کے حلال وحرام معیاروں کو متعین

کرنے میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔جن کی تفصیل بوقتِ ضرورت حاصل کی جاسکتی ہے۔مثلاً:

(ا)استحالہ یا تبدیلِ ماہیت:(Metamorphasis/state change)یعنی کسی چیز کی ماہیت کا تبدیل ہوکر دوسری ماہیت بن جانا۔

بعض اوقات کسی چیز کی تیاری میں کیمیائی تبدیلی لائی جاتی ہے یا ازخود یہ تبدیلی واقع ہوجاتی ہے،اسی تبدیلی کو فقہی اصطلاح میں استحالہ کہتے ہیں۔لیکن شریعت میں جسے استحالہ کہا جاتا ہے وہ ضروری نہیں کہ ہر کیمیائی تبدیلی سے واقع ہوجائے ؛کیونکہ استحالہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی چیز کی ماہیت اور حقیقت تبدیل ہوجائے اور تبدیل ہوکر وہ کوئی دوسری ماہیۃ یا دوسری چیز بن جائے۔مثلاً شراب(white wine or red wine)،سرکہ(vinegar)بن جائے ،یا نمک کی کان میں کوئی خنزیر یا گدھا مرکر نمک بن جائے۔چنانچہ ناپاک ایندھن یا کوئی بھی ناپاک چیز جل کر راکھ ہوجائے تو استحالہ ہے اور راکھ پاک سمجھی جائیگی۔اسکے برخلاف ناپاک پانی بھاپ میں تبدیل ہوجائے تو اس سے کیمیائی تبدیلی یا کیمیکل ری ایکشن تو ہوتا ہے لیکن استحالہ نہیں ہوتا،اس لئے ناپاک چیز کا بھاپ ناپاک ہوگا۔

واضح رہے کہ محض رنگ ،ذائقہ اور نام کا تبدیل ہوجانا استحالہ کے لئے کافی نہیں۔مثلاً دودھ جم کر دہی بن جائے تو اس سے کیمیائی تبدیلی ہوئی ہے،نام بھی بدل گیا،ذائقہ بھی بدل گیا،لیکن شرعاً استحالہ نہیں ہوا۔یا مثلاً:گوشت کو پکانے سے اگرچہ ساخت میں تبدیلی (structural change)ہوجاتی ہے اور کیمیکل ری ایکشن ہوجاتا ہے،ذائقہ بھی بدل جاتا ہے،بو اور رنگ بھی بدل جاتا ہے لیکن شرعاً استحالہ نہیں ہوتا۔ہاں ان کو جلاکر راکھ کردینا استحالہ ہے۔خنزیر کی کھال بھی اگر جلاکر راکھ کردی جائے تو اس کی راکھ شرعاً پاک سمجھی جائیگی۔اسی طرح خنزیر کی کھال،گوشت یا چربی اگر سڑ کر مکمل طور پر کیڑوں میں تبدیل ہوجائے اور ان کیڑوں کے اندر یا باہر خنزیر کا کوئی جزء بعینہ باقی نہ رہے تو یہ استحالہ ہے،اب یہ کیڑے خنزیر کے حکم میں نہیں ہیں بلکہ ان پر کیڑوں کا حکم لگایا جائیگا۔اس لئے ان کیڑوں کو یا ان سے حاصل شدہ پیشٹ اور نچوڑ کو ماکولات(Edibles)اور مشروبات(Beverages)کے علاوہ اگر بیرونی استعمال کی چیزوں یا بیرونی استعمالی مصنوعات میں استعمال کیا جائے مثلاً خارجی استعمال والی دوا(Medicnes for external use)یا کاسمیٹکس (Cosmetics)میں استعمال کیا جائے

تو ان چیزوں کے بیرونی استعمال کی گنجائش ہوگی۔ بہرحال شرعاً استحالہ پایا جائے تو سائنسی اعتبار سے کیمیائی تبدیلی (Chemical Changing) لازم ہے لیکن ہر کیمیائی تبدیلی شرعی نقطہ نگاہ سے استحالہ نہیں، بعض صورتوں میں استحالہ ہے بعض میں نہیں۔

اوپر جو مثالیں دی گئی ہیں ان میں استحالہ معلوم کرنا بہت زیادہ مشکل نہیں، لیکن دورِ جدید میں سائنسی ترقی کی وجہ سے اس مسئلہ میں کافی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں جس کی وجہ سے جب کسی بھی چیز میں سائنسی طریقہ سے کوئی تبدیلی لائی جاتی ہے تو اس بات کا تعین کرنا کہ آیا اس کی ماہیت وحقیقت بدل گئی ہے یا نہیں؟ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے؛ کیونکہ سائنسی اعتبار سے کبھی تبدیلی صفات اور خاصیات (یعنی Properties) کے اعتبار سے ہوتی ہے تو کبھی کیمیاوی (Chemical) اعتبار سے اور کبھی تبدیلی عناصر (Molecule Change) کی تبدیلی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم ان میں سے کسی پر یقینی طور سے شرعی اعتبار سے ماہیت تبدیل ہوجانیکا حکم لگا سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب بہت ہی مشکل کام ہے؛ کیونکہ بظاہر تو مالیکیول (Molecule) کی تبدیلی حقیقت وماہیت کی تبدیلی قرار پانی چاہئیے؛ اس لئے کہ مالیکیول (Molecule) سے جسم مرکب ہوتا ہے اور جب کسی جسم میں مالیکولی تبدیلی ہوجائے تو اس کی وجہ سے وہ اجزاء بالکل ہی تبدیل ہوجاتے ہیں جن سے یہ شئی مرکب ہوئی تھی اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب کسی بھی شئے میں Molecule change ہوجائے تو یہی ماہیت کی تبدیلی کہلائے، اس لئے جہاں مالیکیول (Molecule) بدل جائیں وہاں ہم انقلاب ماہیت کا حکم لگادیں لیکن حتمی طور پر اس میں بھی شرعی اعتبار سے ماہیت کی تبدیلی کا حکم لگانا آسان نہیں؛ اس لئے کہ شراب کو جب سرکہ بنایا جاتا ہے تو اس میں Molecule change نہیں آتی بلکہ اس میں Chemical Changing آتی ہے، تو معلوم ہوا کہ انقلاب ماہیت کیلئے Molecule change ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف Chemical Changing بھی انقلابِ ماہیت میں مؤثر ہوسکتی ہے؛ کیونکہ یہ بات تو شرعی طور پر واضح ہے کہ شراب کی ماہیت سرکہ بنائے جانے کے بعد تبدیل ہوجاتی ہے۔

اور اگر ہم Chemical Change کو انقلابِ ماہیت کے لئے معیار ٹھہراتے ہیں تو

پھر بعض صورتیں ایسی بھی سامنے آتی ہیں کہ ان میں سائنسی اعتبار سے Chemical Change تو واقع ہوئی مگر شرعاً انقلاب ماہیت نظر نہیں آتا، جیسا کہ دودھ سے دہی بن جانے کی مثال ہے۔ اسی طرح صفات اور خاصیات (Properties) کی تبدیلی کو بھی ماہیت کی تبدیلی قرار نہیں دے سکتے، کیونکہ کسی چیز کی ظاہری صورت بدل جانے سے بھی صفات میں تبدیلی رونما ہو جاتی ہے اگرچہ اس کی خصوصیات بھی نہ بدلیں مثلاً تغیر صورت اسے کہتے ہیں کہ ایک چیز اپنی اصل پر تو برقرار رہے کہ اس کے اجزاء بھی وہی رہیں اور اس کی خصوصیات بھی وہی رہیں صرف اس کی ظاہری شکل وصورت اور صفت بدل جائے۔ پھر خواہ اس میں صفت کی تبدیلی جامد (Solid) شئی کو سیال (Liquid) بنانے یا سیال (Liquid) کو جامد (Solid) بنانے سے آئے یا کسی اور طریقے سے۔ جبکہ شرعی اعتبار سے یہ بات طے شدہ ہے کہ کسی چیز کی محض صورت اور صفت بدل جانے سے نقلابِ ماہیت نہیں ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے حکم کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آتی بلکہ صفت بدل جانے کے بعد بھی وہی سابقہ حکم اپنی اصل کے مطابق برقرار رہتا ہے، مثلاً ناپاک تیل جم کر ڈالڈا بن جائے تو یہ ڈالڈا بدستور ناپاک ہی ہے، ناپاک گھی کو اگر گرم کر کے سیال اور مائع بنادیا جائے تو یہ مائع بدستور ناپاک ہی ہے۔ لہٰذا فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں صفات کی تبدیلی انقلابِ ماہیت میں مؤثر نہیں ہوتی۔ لیکن یہاں بھی بعض صورتیں ایسی ملتی ہیں کہ ان میں مالیکیول (Molecule) میں کوئی تبدیلی (Changing) آتی ہے اور نہ ہی اس میں کہیں کوئی کیمیائی تبدیلی (Chemical Changing) نظر آتی ہے مگر فقہاء کے ہاں یہ انقلاب ماہیت ہے اور انہوں نے اس کو پاک قرار دیا ہے جیسا کہ فقہاء کرام نے صابن کی مثال دی ہے کہ اس میں اگر مردار یا خنزیر وغیرہ کی چربی استعمال ہوئی ہو تو بھی صابن بن جانے کے بعد انقلابِ ماہیت کی وجہ سے صابن پاک ہے، جبکہ صابن کے اندر ماہرین کی تحقیق کے مطابق چربی کا کچھ حصہ بعینہ باقی رہتا ہے، نہ تو اس میں Molecule changing آتی ہے اور نہ ہی Chemical Changing آتی ہے بلکہ اس میں صرف خاصیات (Properties) کے اندر تبدیلی رونما ہوتی ہے، جبکہ فقہاء کرام انقلابِ ماہیت کی بناء پر اس کو پاک قرار دیتے ہیں۔

نوٹ: چربی صابن بن جائے تو شرعاً استحالہ شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ سائنسی تحقیق کے مطابق Cold Process (یعنی ٹھنڈا کرنے کے طریقہ) سے حاصل شدہ صابن میں تقریباً ۱۵/فیصد غیر تبدیل شدہ چربی بھی باقی رہتی ہے اور ۸۵/فیصد صابن میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ بلکہ اعلیٰ معیار کا صابن حاصل کرنے کے لئے دورِ حاضر میں Full boiled process کا جو طریقہ استعمال کیا جاتا ہے سائنسی تحقیق کی رو سے اس میں بھی کچھ نہ کچھ غیر تبدیل شدہ چربی باقی رہ جاتی ہے خواہ ایک فیصد یا اس سے بھی کم کیوں نہ ہو۔ کیونکہ صابن بنانے کے لئے جو ردِ عمل (reaction) پایا جاتا ہے وہ چربی (fat) اور سوڈیم (alkal) کے درمیان ہوتا ہے جس کو سپانفیکیشن (Saponification) کہا جاتا ہے، جس سے صابن اور گلیسرال (glycerol) حاصل ہوتا ہے۔ محققین کی رائے کے مطابق صابن میں چربی کا کچھ حصہ غیر تبدیل شدہ (Unsaponified) موجود ہوتا ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک استحالہ کے لئے مکمل تبدیلی لازم ہے جبکہ صاحبینؒ ۵۰ فیصد سے زائد تبدیلی کو کافی سمجھتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ استحالہ بصنع الناس کے قائل نہیں ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز میں سائنسی طریقے سے تبدیلی لانے کے بعد شرعاً انقلابِ ماہیت ہوا یا نہیں اس کا جواب انتہائی مشکل کام ہے؛ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اولاً تو ایک عام آدمی کے لئے علم کیمیا کی اصطلاحات سے عدم واقفیت کی وجہ سے عملی طور پر اس بات کو پہچاننا اور یہ جاننا کہ کیمیائی عمل سے گزرنے کے بعد کسی چیز میں مالیکیول تبدیل ہوئے ہیں یا اس میں کیمیکل تبدیلی آئی ہے یا Properties کی تبدیلی رونما ہوئی ہے ممکن نہیں، بلکہ یہ تو دقیق علم کیمیا میں مہارت پر موقوف ہے۔ ثانیاً یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ شریعت نے احکام کا دار ومدار دقیق سائنسی تحقیقات پر نہیں رکھا بلکہ شریعت نے احکام کا عام دار ومدار "عرف متفاہم بین الناس" پر رکھا ہے یعنی لوگوں کے آپس کے معاملہ میں جو بات عام طور سے سمجھ میں آرہی ہے اسی کو لے لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ عرف عام کے مطابق لوگوں کے ہاں اس کو شئی کی تبدیلی قرار دیا جاتا ہے یا نہیں؟ یا یوں کہہ لیجئے کہ کسی چیز کے مختلف قسم کے کیمیائی عوامل اور مراحل سے گزرنے کے بعد لوگوں کے عرف میں اس کا نام اور کام اس طرح بدل گیا ہو کہ جب اس چیز

کا ذکر آئے تو لوگوں کا ذہن اس اصل چیز کی طرف نہ جائے جس سے بدل کر موجودہ حقیقت بنی ہے۔اور لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ یہ تو وہ پہلی والی چیز ہی نہیں بلکہ یہ تو کوئی نئی چیز ہے تو ایسی صورت میں اس کو انقلابِ ماہیت قرار دیے جانے پر غور کیا جانا چاہیئے ؛ کیونکہ یہ بات فقہی مزاج کے قریب ترین معلوم ہوتی ہے۔البتہ اتنا ضرور ہے کہ سائنسی طریقِ کار سے تیار شدہ اشیاء کی حقیقت تک رسائی کے لئے اس چیز کے اجزاء ترکیبی اور مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد موجودہ حیثیت کی حد تک اس کے ماہرین سے مستند معلومات حاصل کر کے اس کے معیار بنانے اور حقیقت کی معرفت تک رسائی کے لئے ضرورت کی حد تک سائنسی تعاون لازمی ہے۔نیز اس معیار کو ایک ایک فرد اور جزئی پر منطبق کرنے کے لئے کہ کہاں یہ چیز متفاہم عرف عام (لوگوں کے عام سمجھ آنے والے عرف) میں اپنی اصل تبدیل کر کے بدل گئی ہے اور کہاں یہ سمجھا جائے کہ نہیں بدلی ؟ تو اس کا یہ انطباق بھی اہل فن حضرات کی رائے ہی پر موقوف ہوگا اور انہی کی رائے اس بارے میں معتبر ومعتمد سمجھی جائے گی کہ اہل فن بھی اس کو وہی سابقہ چیز سمجھ رہے ہیں یا نہیں؟ جہاں اہل فن حضرات بھی اس کی توثیق کرتے ہوئے اس کو دوسری چیز سمجھ لیں گے تو وہاں حتمی طور پر انقلابِ ماہیت (اس کی حقیقت کی تبدیلی) کا فیصلہ کیا جا سکے گا۔

بندہ کے استاذِ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم ودائم رکھے،آمین) نے ایک درس میں ماہیت کی تبدیلی کی علامت کے طور پر ایک بہت ہی کام کی بات بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی چیز کی ایک حقیقت تبدیل ہو کر دوسری حقیقت بن گئی یا نہیں؟ یہ دیکھنے کے لئے اس کے بارے میں مَاھُوَ (اس کی حقیقت کیا ہے؟) سے سوال کیا جائے؟ پھر یہ دیکھا جائے کہ مَاھُو کے جواب میں وہی لفظ بولا جا رہا ہے جو اس کی اصل حقیقت ہے یا کچھ اور؟ اگر تو مَاھُو کے جواب میں وہی لفظ بولا جا رہا ہے جو اس کی پہلی حقیقت ہے تو اس سے معلوم ہوگا کہ یہ چیز وہی سابقہ حقیقت رکھتی ہے اور اس کی حقیقت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ، لیکن اگر مَاھُو (اس کی حقیقت کیا ہے؟) کے جواب میں کچھ اور کہا گیا تو پھر یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی حقیقت تبدیل ہوگئی ہے کیونکہ مَاھُو سے سوال حقیقت ہی سے متعلق ہوا کرتا ہے، جب جواب بدل گیا تو

ظاہر یہ ہے کہ یہ حقیقت کے بدلنے کی وجہ سے بدلا ہوگا۔

وضاحت: بندہ اپنے استاد محترم کی مذکورہ بالا بات کی مزید وضاحت کے لئے عرض کرتا ہے کہ مثلاً خنزیر کی کھال میں جو collagen ہے (کلوجن ایک پروٹین ہے) اس کو پانی میں گرم کرنے سے اس کے ڈھانچے میں کیمیائی تبدیلی رونما ہوتی ہے (جس کو ڈینچریشن denaturation کہا جاتا ہے) اور یہ تبدیلی ہائیڈرالسس (hydrolysis) کے طریقۂ کار کے ذریعہ واقع ہوتی ہے۔ (ہائیڈرالسس ایک کیمیائی عمل ہے جس میں پانی کے ذریعہ کسی مادے کے ذروں اور مالیکیول کو توڑ کر چھوٹا کیا جاتا ہے) اب خنزیر کی کلوجن میں ہائیڈرالسس کے بعد جو تبدیلی ہوئی، اس تبدیل شدہ مادہ کے بارے میں اگر "مَاھُو" سے سوال کیا جائیگا تو فوراً ذہن خنزیر کی طرف جائے گا اور لازمی طور پر یہ جواب ملے گا کہ یہ خنزیر کی کھال کے ذرات ہیں۔ اس کے برخلاف اگر کوئی ناپاک چیز مثلاً پائخانہ وغیرہ زمین پر پڑا ہوا ہے اور وہ یوں پڑے پڑے گل سڑ کر مٹی میں تبدیل ہوگیا یا خنزیر کی کھال ہے جو زمین میں پڑی پڑی مکمل طور پر مٹی بن گئی (یعنی مذکور کھال بال سمیت مکمل طور پر مٹی بن گئی، کھال یا بال کا کوئی جزء بعینہ باقی نہیں رہا) اب اگر اس مٹی کے بارے میں "مَاھُو" سے سوال کیا جائیگا تو اب ذہن پاخانہ یا خنزیر کی طرف ہرگز نہیں جائے گا بلکہ جواب میں لازمی طور پر مٹی کی حقیقت بیان کی جائیگی۔ لہٰذا انقلاب ماہیت ہوگیا ہے اور مٹی بننے کے بعد زمین کا وہ حصہ (جو پائخانہ اور خنزیر سے بنا ہے) بھی پاک ہوگا۔

جاری ہے........

دعاؤں کا طالب:

محمد عاصم، متخصص فی الافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

asimfarooq1080@gmail.com

www.facebook.com/asim1080

www.twitter.com/asimfarooq1080